بسم اللہ الرحمن الرحیم — رجسٹر نمبر ایل ۱۰۹۳ — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

THE AKHBAR ALHAKAM

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

قیمت سالانہ
ولیان ریاست وامراء سے ۵ روپے
معاونین سے ۴ روپے
عوام سے ۳ روپے

مدینۃ المسیح دارالامان قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ دو آنہ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر — بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۵ | مورخہ ۲۱ و ۲۸ مئی ۱۹۲۳ء | نمبر ۲۰ و ۲۱

بیس سال پیشتر کے خیال کی عملی تصویر

پدرنتواند پسر تمام کند کا عملی ظہور

مصر سے ایک عربی رسالہ البشریٰ کا اجراء

۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء کے الحکم کے ساتھ ایک اشتہار البشریٰ کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ اس اشتہار میں میں نے ایک ماہوار عربی رسالہ البشریٰ نام کا اعلان کیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی اسکا نام تجویز فرمایا تھا۔ اور خود حضور علیہ السلام نے بھی خدا تعالیٰ کی حرف سے صحت۔ فراغت اور توجہ اور بہت میسر آجانے پر اسکے لئے مضامین لکھنے کا بھی وعدہ فرمایا تھا۔ اعلان کے نکلتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی خریداری منظور فرمائی چنانچہ اسی اخبار میں اس کا بھی اعلان کیا گیا۔

مگر خدا تعالیٰ کی مشیت و منشاء نے اس خیال کو معرض عمل میں آنے کے لئے بیس برس بعد کا زمانہ تجویز فرمایا تھا۔ میرے دماغ میں اسکی تحریک ہی لکھی تھی مگر اسکی تکمیل میرے عزیز بیٹے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد مجاہد و مبلغ مصری کے لئے غالباً مقدر تھی۔

میں نے البشریٰ ہی کی ایڈیٹری کے فرائض ادا کرنے کی قابلیت پیدا کرنے کے لئے مصر جانے کا عزم کیا۔ اور اسکا اعلان بھی کر دیا بعض سامان بھی پیدا ہو گئے۔ جہاں تک کہ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سفر مصر (جو بعد میں سفر حج کا مقدمہ ثابت ہوا) کے وقت طیاری بھی کر لی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے میرے سفر کو ایسی شرائط سے مشروط کیا کہ میں قطعاً نہ جا سکتا تھا الغرض میرے ان ارادوں میں تاخیر ہوئی یہانتک کہ عزیز محمود احمد بالغ ہو گیا اور زندگی وقف کر کے مجاہدین کے زمرہ میں داخل ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے غیب سے میرے لئے آسانیاں پیدا کر دیں کہ میں اسکو اپنے خرچ پر مصر بھیجنے کے لئے قابل ہو گیا اور اب وہ مصر میں ایک سال سے زائد عرصہ سے سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت اور اپنی تعلیمی ترقی کے لئے ساعی ہے اللہ تعالیٰ نے اسکی محنت کو قبول فرمایا اور مصر میں چند ایسے ذی علم اور قابل احباب کو سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق دی جو اپنے امثال و اقران میں واجب الاحترام ہیں اور اب اس نے مصر سے ماہوار عربی رسالہ کے اجراء کا اعلان کیا ہے۔ جو اس اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔ ہمارے اخبارات تجارتی طریق پر ابھی چلائے نہیں جا سکتے اور نہ ان کی آمدنی اس قابل ہوتی ہے کہ اس سے کوئی انتفاع ہو سکے مگر بایں اخبارات ہی اشاعت و تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہیں۔ مجھکو اپنے دوستوں سے اسی رسالہ کے متعلق زبردست الفاظ میں اپیل کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ جذباتی تحریکیں جلد مردہ ہو جاتی ہیں اس گھڑی تک انھوں نے مصر میں اشاعت و تبلیغ کیلئے کچھ خرچ نہیں کیا مگر اب وقت آگیا ہے کہ ان کے اموال سے اس غرض کے لئے بھی کچھ لیا جاوے۔

یہ رسالہ مصری اخباری خصوصیات یا مذاق کو نظر رکھکر عمدہ کاغذ پر طبع ہوگا اور قدرتاً اسکے اخراجات اولاً زیادہ ہوں گے۔ اور یہ ہم ہی کو ادا کرنے ہیں۔ اسلئے کم از کم ہمارے ایک ہزار دوستوں کو اس رسالہ کی خریداری کے لئے سعی کرنی چاہیئے۔ اگر تمام احمدی انجمنیں دو دو رسالے اپنے خرچ پر مفت اشاعت کے لئے خرید لیں تو کم از کم پانچسو کاپیاں مفت تقسیم ہو سکتی ہیں۔ اسلئے مفت اشاعت اور خریداری کے لئے قدر خواستیں بہت جلد بھیجنی چاہئیں۔

دفتر الحکم۔ اس خدمت کو خوشی سے سرانجام دیگا اگر درخواستیں اس کے پاس آئیں گی تو وہ شیخ محمود احمد صاحب احمدی جرنلسٹ کے پاس انہیں بھیجدے گا۔ اسی طرح روپیہ بھی اس مد میں اگر دفتر الحکم میں آئے گا تو اسکی باقاعدہ رسید الحکم میں بھی شائع ہوتی رہے گی۔

یہ وقت ہے کہ احباب اپنے پردیسی مجاہد کو تبلیغ و اشاعت کے متحد مقصد میں مدد دیں۔

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر الحکم

نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب کا شیر خوار بچہ ۲۶ مئی کی رات کو قضاء کر گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

میں نے علاقۂ ارتداد میں کیا دیکھا

النسلدار ارتداد کیلئے احمدی مجاہدین کے اخلاص کا نمونہ

(۱)

جیسا ناظرین کو معلوم ہے میں ۱۶ - اپریل ۱۹۲۳ء کو مجاہدین کا ایک وفد لیکر آگرہ گیا تھا میرے سفر کے اغراض انتظامی امور سے وابستہ تھے اور اسلیئے مجکو مختلف مقامات کا دورہ کرنا پڑا۔ مجھ سے پیشتر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت نواب صاحب محترم بھی پہنچے ہوئے تھے اور وہ ہمہ تن اپنے کام میں مصروف تھے۔ میں نے احمدی مجاہدین کو جس ہمت مستعدی اخلاص اور بیجگری سے کام کرتے دیکھا اُسنے میرے دل پر ایک خاص اثر پیدا کیا اس قسم کی کیفیات کو لفظوں کی صورت میں ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس مختصر نوٹ میں یہ دکھانے کی کوشش کروں گا۔ کہ احمدی جماعت اس کام کے لیئے جو وقت اور روپیہ صرف کر رہی ہے اسکا استعمال نہایت برمحل اور مفید ہو رہا ہے ان کے نتائج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقیناً بابرکت ہوں گے گو نہیں کہا جا سکتا کہ اسکے لیئے کسقدر عرصہ انتظار کرنا پڑیگا۔

(۲)

آگرہ میں احمدی جماعت کا دار التبلیغ ایک فوجی مرکزی دفتر کا منظر پیش کر رہا ہے جہاں کے رہنے والے ہر وقت دشمنوں کے حملوں کے مقابلہ کے لیئے عملی تجاویز میں مصروف نظر آتے ہیں۔ امیر المجاہدین ایک طرف مختلف مقامات پر جانے والے مبلغین کو ہدایات دے رہا ہے اور ابھی اس سے فرصت نہیں ہوئی کہ مختلف محاذات سے آئی ہوئی اطلاعوں پر عملی نوٹس لینے کے لیئے اسے طیار ہونا پڑتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دفتری کاروبار کے متعلق ہدایات بھی جاری ہوتی ہیں غرض صبح کی نماز سے لیکر رات کے دس گیارہ بجے اور بعض اوقات ایک بجے تک مصروفیت ہی مصروفیت پائی جاتی ہے اور اسکے ساتھ ہی سارا سٹاف اپنے فرائض منصبی میں لگا ہوا ہے۔ ایک طرف اخبارات کو اطلاعیں بہم پہنچانے کا صیغہ اپنا کام کر رہا ہے دوسری طرف مجاہدین کی ضروریات کے انصرام کا کام ہو رہا ہے غرض ایک مصروف زندگی کا حیرت انگیز اور مؤثر نظارہ نظر آتا ہے جو ایک سست سے سست انسان کو بھی چست اور دینی حرارت سے سرشار محض کو گرم جوش بنا دینے کے لیئے کافی سے زیادہ ہے۔

(۳)

مرکزی دفتر میں جو نظارہ سب سے زیادہ مؤثر ہے وہ مختلف مقامات سے آنے والے ملکانہ حضرات ہیں جن کے گاؤں میں شدھی کا جال بچھایا جا رہا ہوتا ہے اور وہ اپنی قوم کو اس سے بچانے کے لیئے امیر المجاہدین سے خود موقعہ پر پہنچکر اخلاقی مدد کی خواہش کرتے ہیں یہ لوگ مذہب اور اسکی حقیقت سے محض ناواقف ہیں اور تجربہ نے بتایا ہے کہ آریوں نے انکی ناواقفیت سے ہی فائدہ اُٹھایا ہے اور صرف ان کے قومی جذبات کو اُبھار کر انہیں اپنے دھرم سے گرانیکی انتہائی کوشش کی ہے۔ انسان جذبات اور کیفیات کا پُتلہ ہے اور جسقدر جلد وہ ان چیزوں سے متاثر ہوتا ہے دلائل اور براہین سے اسقدر نہیں اور ان جذبات اور کیفیات میں جو چیزیں اسکے اندر گڑ جاویں وہ اور بھی زیادہ اثر ڈالتی ہیں۔

آریہ لوگ ان کے سامنے کسی مذہب کو پیش نہیں کرتے اور کر بھی نہیں سکتے اسلیئے کہ وہ انکو آریہ مذہب کا پیرو نہیں بنا سکتے اور سناتنی عقائد بھی ان کے سامنے نہیں رکھ سکتے۔ اسلیئے انکی تبلیغ اور ہدایت کا مرکزی نقطہ صرف برادری کی شمولیت کا نسخہ ہے اور اس نے ان کے منزل کو قریب کر دیا ہوا ہے۔ آریوں نے اس قوم کی خود داری کی جس کو بھی صدمہ پہنچایا ہے ان حالات میں ہمارا کام

بہت محض اور نازک ہے

(۴)

ہم کو صرف ان کے جذبات کو اُبھارنا نہیں بلکہ ان میں مستقل طور پر مذہب کی ضرورت اور حقیقت کا احساس کرانا ہے اور مذہب کو پورے طور پر واقف کر کے ان میں عملی روح پیدا کرنا ہے اور یہ کام ایک دو دن کا نہیں ایک مدت اور محنت کو چاہتا ہے۔ اسوقت انمیں ایک نو برادری کی شمولیت کی پیدا کر دی گئی ہے اور اس نو کو قوی موثر بنانے کے لیئے مختلف طریقے اختیار کیئے گئے ہیں۔ جنپر تبصرہ کرنا اسوقت میرا کام نہیں مجکو صرف یہ بتانا ہے کہ یہ لوگ جس وقت مرکز میں آتے ہیں انکی پریشانی اور گھبراہٹ دار التبلیغ کے ساکنین کو پریشان تو ضرور کر دیتی ہے مگر وہ اپنی قوت ایمانی کا اثر اُنپر ڈالتے اور ان کو مطمئن کرتے ہیں اور فوراً انکی مدد کے لئے مجاہدین کو طیار کر دیا جاتا ہے یہ لوگ دار التبلیغ میں آکر ایک قسم کی سکینت اور طمانیت محسوس کرتے ہیں اور ان کے چہروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ہمیں اپنا ہمدرد اور غمگسار یقین کرتے ہیں۔

درحقیقت یہ لوگ بہت بڑی ہمدردی اور تالیف قلوب کے مستحق ہیں۔ دشمن نے ان کے حصار عافیت پر حملہ کیا ہے اور مختلف حیلوں سے انہیں اپنے صدیوں کے مذہب سے الگ کرنیکا منصوبہ کیا ہے۔ ان لوگوں کو انکی ہمدردی اور غمگساری کا یقین دلانا بڑی محنت کا کام ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ دار التبلیغ اس کام کو مرکزی حیثیت سے اور ہر ایک مجاہد انفرادی طور پر پوری کوشش سے سرانجام دے رہا ہے۔

(۵)

مرکزی دفتر سے نکل کر ان دیہات میں جانا جہاں مبلغین مقامی حیثیت سے کام کر رہے ہیں جماعت کے ایمان اور اخلاص کو بڑھانے کا ایک زبردست ذریعہ ہے جو لوگ ان دیہات میں کام کر رہے ہیں ان کی ایمانی قوت اور قربانی کا پاک جذبہ قابل رشک ہے۔ سوسائٹی کے لحاظ سے یوں کہنا چاہیئے کہ ایک مجاہد یہی نہیں کہ وہ اجنبی جگہ پر ہے بلکہ باوجود انسانوں کی ایک جماعت میں رہنے کے گویا وہ ایسی جگہ ہے جہاں وہ اکیلا ہے۔ جن لوگوں کی مدد اور ہدایت کے لیئے اسکو بھیجا گیا ہے وہ اس سے الگ رہنا چاہتے ہیں اور اُسکے قریب آنے میں بھی مضائقہ کرتے ہیں اور اسکے علاوہ وہ لوگ جنکو آریوں نے خراب کیا ہے انکی مخالفت میں ہر قسم کی ریشہ دوانیاں کرتے ہیں مگر یہ مجاہد جو خدا کا نام لیکر اور اسی کے نام کے اظہار و جلال کیلئے گھروں سے نکلے ہیں ان تکالیف کو قطعاً بھولے ہوئے ہیں اور اپنے کام کی سرگرمی اور جوش میں انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ تنہا ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ وہ تنہا نہیں کیونکہ

ان کا خدا ہے ان کے ساتھ

(۶)

ایک مجاہد کی تکالیف تنہائی و بیکسی کی حد تک جا کر ختم نہیں ہو جاتی ہیں بلکہ ان کے کھانے کا کوئی انتظام نہیں بالکل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ کی جنگوں کا نقشہ ہے انمیں سے ہر ایک کو آپ ہی اپنی ضروریات کا انصرام کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ان مجاہدین میں سے ہر ایک اپنی ضروریات کا کفیل ہے۔ اسی روح نے انہیں کام کرنیکی قوت کو تیز کر دیا ہے اور ایک مشین کی طرح کام کر رہے ہیں۔ یو۔ پی کی گرمی اور لُو کا اندازہ ہم بیان نہیں کر سکتے اس دھوپ کی شدت اور لُو کی تیزی میں ہمارا مجاہد کھلیانوں پر ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرتا نظر آئے گا وہ ایک ایک فرد کے پاس جانا اپنا فرض سمجھتا ہے اور اسکی فرصت کی ساعت کا انتظار کرتا اور اسے حق سمجھتا ہے۔ اگر کام صرف تبلیغ تک ختم ہو جاتا تب بھی کوئی بات نہ تھی۔ اس تبلیغ میں اسکو ان اعتراضات اور ملامتوں کا نشانہ ہونا پڑتا ہے جو آریوں کی سکھائے ہوئے طوطوں کی طرح سے ہوتے ہیں اور پھر یہی نہیں اسی شدت دھوپ و تپش میں غریب مجاہد کو پیاس لگتی ہے تو اسے پانی میسر نہیں اسکے حصول کے لیئے وہی راہیں کھلی ہیں یا تو وہ اس پیاسے کو ہونٹوں پر زبان پھیر کر سستی رہے اور یا اسی دھوپ میں پھر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر کو لوٹے۔ اس سے اس غریب کی تکلیف کا اندازہ خیالی طور پر ہو سکتا ہے۔

(۷)

اس منظر کا تصور کر کے دیکھو کہ ایک مجاہد پیاس سے بیکل ہوا ہوا ہے اور وہ تبلیغ کے نازک مگر اہم فرض کو ادا کر رہا ہے اور سامنے کوئی خوشگوار نظارہ نہیں بلکہ وہ ایک زمیندار کے کھلیان پر دھوپ میں کھڑا ہے اور وہ اپنے بیلوں کو چلا رہا ہے یا اور کوئی کام کر رہا ہے اور موقعہ ملنے پر اسکو کچھ نہ کچھ کہا جاتا ہے یا اسکے ساتھ ساتھ پھرتا ہے اور پیاس بجھانیکے لیئے اسکے پاس کوئی ذریعہ نہیں کیونکہ غریب ملکانہ کو چھوت کے مسئلہ کا زہر پلائی گئی ہے مبلغ مجاہد تو اتنا ہی غنیمت سمجھتا ہے کہ اسکی بات سُنلی جاوے۔ کھانا پکانے کا انتظام اسکو چونکہ آپ ہی کرنا ہوتا ہے اسلیئے اکثر اوقات وہ صرف چنوں پر گزارہ کر لیتا ہے اور اگر بڑی آسایش اور تکلف کے ساتھ پُر تکلف دسترخوان بچھایا گیا تو اسکی روٹی جو اور چنے کے ستو سے آگے نہیں۔ اور جو اسپر بھی ترقی ہوئی تو چنے کی دال جس میں نمک کی چاشنی ہوتی ہے اور خوش قسمت مجاہد ہے مزے لیکر پانی کے گھونٹ کے ساتھ کھا رہا ہے اور اسے اعلیٰ درجہ کی نعمت یقین کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اعلیٰ درجہ کی نعمت وہی

(باقی آئندہ)

مصر کی چٹھی

احمدی احباب کے نام عریضہ

مصر میں احمدیت کا شاندار مستقبل

اور

اَلبُشریٰ کا اجراء

خدا کی پیاری اور مجاہد جماعت پر سلام اور درود اور اسکی کروڑوں کروڑ برکات اور فیوض ہوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے خدا کے برگزیدہ بندو! اور اُس کے چُنے ہوئے پیارے اور راستباز لوگو!! اے مسیح موعود کے پاک صحابیو!!! میں بہت دور سے تم کو تمھاری پاکیزہ قربانیوں پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اسکے بعد تمکو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ ارض فرعون میں خدا تعالیٰ نے تمھارے بھائیوں کی ایک جماعت پیدا کردی ہے۔ چونکہ تمھاری طرح لومۃ لائم سے نڈر ہیں۔ یہ جماعت ایک سال کے اندر تیار ہوئی ہے اسلئے اگرچہ ابھی کمزوری کی حالت میں ہے لیکن خدا کے فضل سے وہ دن دور نہیں جبکہ مصری جماعت دیگر جماعتوں کے پہلو بہ پہلو کھڑی ہوگی۔ یہ محض اُسکا فضل وکرم ہے کہ اُس نے اپنے ایک عاجز ترین بندہ کے ذریعہ سے اس کام کی بُنیاد رکھدی پس اُسکا لاکھ لاکھ شکر ہے۔

بموقت جماعت کے ممبروں کا نمبر گیارہ آدمیوں تک پہنچ چکا ہے مگر مجھکو اُسکے فضلوں پر بھروسہ ہے کہ جلد یہ جماعت گیارہ سے گیارہ سو بن جائے۔

میں تم سے بہت زور سے ایک التجا کرتا ہوں اور وہ یہ کہ میری اور یہاں کی جماعت کی ترقی کے لیئے دائماً دعاؤں سے مدد فرماتے رہیں۔

میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا مسیح موعود علیہ السلام کے نام سے قطعاً ناواقف ہے اور اس نے اس سورج کو جو ہندوستان کی زمین میں طلوع ہوا نہیں دیکھا یہاں کے لوگ تو تمھاری دینی خدمات سے بھی واقف نہیں پھر تم خدمت دین کے فرض سے کیسے سبکدوش ہوگئے۔ بزرگو! عزیزو!! وہ ممالک جنکی زبان فقط عربی زبان ہے وہ تھوڑے سے نہیں۔ مصر تمھارے سامنے ہے۔ فلسطین۔ شام۔ حجاز۔ یمن۔ عراق۔ نجد۔ سوڈان۔ بربر۔ تونس۔ مراکش۔ عدن یہ تو بڑے بڑے حصے جو تمھارے سامنے ہیں۔ ان ملکوں میں تمھارا ایک بھی مشنری نہیں ہے۔ تمھاری یورپ کی خدمات واجب الفخر ہیں مگر مسیح موعود علیہ السلام کا بڑا کام تو امت محمدیہ کی اصلاح ہے۔ اور وہ تو اسلام کے گلڈں کے جمع کرنے کے لیئے آئے والا تھا۔ پھر تم کیوں خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہو۔

مسیح موعود کو تو تم میں سے گئے ہوئے آج ۱۵ سال سے اوپر ہوتے ہیں اس عرصہ میں تم نے کسی بھی اسلامی ملک پر قبضہ نہیں کیا۔ وہ ہزاروں نہیں لاکھوں انسان جو مسیح موعود کا نام سُننے کے بغیر مرگئے کیا ان کے لیئے تمپر واجب پرستش نہیں کہ بھکو دیا گیا تھا کہ ان تک پہنچیں مگر تمسے نہیں پہنچایا۔ عزیزو!!! اُٹھو۔ کمر ہمت باندھو دیکھو غیر قوموں نے میدان طے کرلیں۔

یاراں تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

انسانی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ پس قبل اسکے کہ ہم داعی اجل کو لبیک کہیں ہم کو اپنے واجبات کی تعمیل کرنی ضروری ہے۔

اے خدا کے پیارو! تم نے صرف اپنے نفسوں سے ہی جنگ نہیں کرنی بلکہ شیطان کی فوج کو شکست دینی ہے تمھارا معاملہ صرف ایک مذہب سے نہیں بلکہ دنیا کے ادیان سے ہے۔ بلکہ خود اپنے گھر کے مذہب مسلم کہلانے والوں کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ پس ان حالات کے ہوتے ہوئے تمکو بستروں پر راحت کی نیند کیسے آتی ہے اور تم کو لذیذ کھانے کیسے عمدہ معلوم ہوتے ہیں۔ کیا سپاہی میدان جنگ میں کبھی اپنے ہتھیار کھول کرتا ہے اور کبھی اسکو راحت کی نیند میسر آئی پھر تم ساری دنیا کے مقابل میں کھڑے ہوکر کیوں ابھی تک آرام کر رہے ہو۔ ہمکو ایک سیال ایگ نیٹر ایک صادق ایک عبد اللہ ایک صوفی مبارک علی۔ غلام محمد۔ عبید اللہ پر خوش نہیں ہونا چاہیئے بلکہ جب تک تم ہزاروں ہزار صادق اور نیّر اور سیال اور عبید اللہ نہ پیدا کرلو تم یقین جانو کہ تم نے کچھ بھی کام نہیں کیا۔

پیارو! ضرورت ہے کہ تم میں سے ہر ایک صادق بنجائے اور تم میں سے ہر ایک نیّر۔ میں یہ الفاظ لکھ رہا ہوں خدا شاہد ہے کہ میں سخت ندامت میں ہوں کہ میں خود کیوں نیّر اور صادق جیسا نہیں۔ تاہم میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

اور اُن کو کہتا ہوں جو صرف اخبارات میں خبریں پڑھ کر خوش ہوجاتے ہیں کہ پیارو! اسلام کو تمھاری ضرورت ہے اسکے لئے اپنی زندگیاں وقف کرو اور اسلام کی حیات کے لیئے اپنی عارضی موت قبول کرو تا تم کو حقیقی زندگی ملے۔

اے راست بازو! میں کیسے عرض کروں کہ میرے دل میں کیسا جوش ہے مگر افسوس میں اس کے دکھانے کے راستے نہیں جانتا۔ تاہم عرب کے ملک ہماری تبلیغ سے خالی ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان ملکوں میں سلسلہ کی تبلیغ کا بیڑا اٹھائیں۔ جگہ جگہ مبلغوں کا بھیجنا بھی ایک صرف کثیر کو چاہتا ہے جو ابھی ہماری مالی کمزوری اور کامیابی وسعت کے باعث نہیں ہوسکتا لیکن اسکے یہ معنے نہیں کہ ہم اسوقت تک لمبی خاموشی اختیار کرلیں جب تک کہ مال و دولت ہماری مدد کرے۔

اسلئے اب ہمارے سامنے صرف ایک میدان ہے وہ یہ کہ عربی زبان میں ایک رسالہ جاری کریں۔ یہ رسالہ ان تمام بلاد میں کثرت سے شائع کیا جاوے اور اس رنگ میں لوگوں تک اس آسمانی صداقت اور اس خدائی پیغام کو جو محمد نے زمین میں پہنچانے کے لیئے دیا گیا پھیلاویں۔

خدا تعالیٰ کے فرستادہ کا کلام اس کے ذریعہ سے ہم لوگوں تک پہنچائیں اور تمھاری وہ مساعی جو کسر صلیب کے لیئے یا وہ مساعی جو بُت شکنی کے خلاف ختم کر رہے ہو تمھاری وہ خدمات جو دفاع عن الاسلام کے رنگ میں آج روئے زمین پر تم ادا کر رہے ہو اُن کو ہم لوگوں کے سامنے رکھیں تا لوگوں کو معلوم ہو کہ مسیح ہی سے نہیں بلکہ اسکے صحابہ کے ذریعہ بھی اندھے دیکھ رہے ہیں اور بہرے سُن رہے ہیں اور لنگڑے چل رہے ہیں جس کے کان ہیں سُنیں اور جس کے آنکھیں ہیں دیکھے۔

پس میں نے عزم بالجزم کرلیا ہے اور ڈیکلریشن کے لئے درخواست دیدی ہے اور بہت جلد مصر کی زمین سے اسلام کا صحیح چہرہ دکھانے والا

اَلبُشریٰ

نکلے گا۔ اَلبُشریٰ کیا ہوگا وہ مسلم سن رائز یا ریویو آف ریلیجنز کا حقیقی معنوں میں بھائی ہوگا۔ اسکی واحد غرض احمدیت کی اشاعت بلاد اسلامیہ میں ہوگی۔ وہ سلسلہ کی کتب کو عربی زبان میں لانے کا ایک ذریعہ ہوگا۔

اس کے لیئے میں اپنی کمزور آواز کو احمدیہ جماعت کے سامنے رکھتا ہوں کہ خدا کے برگزیدہ مرسل کی جماعت اس رسالہ کی خریداری کے لیئے کھڑی ہوجائے۔ جہاں یہ رسالہ خود آپ لوگوں کی عربی زبان کو صاف کرنے کا باعث ہوگا وہاں ساری دنیا کی مسلم آبادی میں تبلیغ کا واحد ذریعہ ہوگا۔

پس ایسے خدا کاروں کی ضرورت ہے جو کہ اسکے لیئے بجٹ قائم کریں۔ ایسے بزرگوں کی ضرورت ہے جو کہ اسکی مفت اشاعت کا باعث بنیں۔

دوستو! یاد رکھو جیسے مصر ہندوستان اور یورپ کا دروازہ ہے ویسے مصر تمام ملکوں میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے پس اس زرّیں موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو اور اس رسالہ کی اعانت کے لیئے ہر رنگ میں کھڑے ہوجاؤ۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ اس رسالہ میں میری مدد کے لیئے اُسنے ایسے لوگ پیدا کردیئے ہیں جو عربی زبان میں پے در پے مضمون لکھنے والے ہوگئے۔

چنانچہ خدا نے اپنے فضل سے ایک دوست عبد المجید افندی کامل کو سلسلہ میں پیدا کردیا جو کہ ایک زبردست اخبار نویس۔ ایک عظیم الشان سیاح۔ اور عربی کے علاوہ انگلش فرنچ۔ انگریزی۔ عیسائی زبانوں کے ماہر ہیں۔

اسی طرح سے اُس نے اپنے فضل سے اخی المکرم شیخ محمد سعید صاحب کے دل میں سخت جوش ڈالدیا ہے اور ایسے ہی بعض اور دوست ہیں۔ لیکن یہ لوگ تو جو کریں کے سو کریں گے میں قادیان کے علماء میں خاص طور پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے فیضی اوقات کو اس مقدس کام کے لئے بھی صرف کریں خصوصاً اُستاذی المکرم مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب و اُستاذ المکرم شیخ عبد الرحمن صاحب فاضل

جناب اُستاذ سید زین العابدین ولی اللہ صاحب مہتمم سید محمد اسحٰق صاحب و استاذ غلام رسول صاحب راجیکی و حضرت حافظ روشن علی صاحب و اُستاذ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب و جناب جلال الدین شمس صاحب سیکھوانی و اُستاذ مولوی غلام نبی صاحب و مولانا محمد فضل صاحب چنگوی و دیگر تمام مولوی فاضل صاحبان اس امر کی طرف توجہ کریں۔ جماعت میں بہت سے بزرگ حضرات ہیں طوالت کے خوف سے اُن کے اسماء کو چھوڑتا ہوں وہ مضامین کے ساتھ خاص مدد فرمائیں ۔

یہ امر واضح ہے کہ البشریٰ کے اجراء کے لیئے میرے والد ماجد حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت حاصل کی تھی اور حضور نے اسکا نام البشریٰ تجویز فرمایا تھا اسلیئے اس مبارک مجلہ کا نام البشریٰ ہی ہوگا۔

یہ رسالہ مسلم پریس رائز کی طرح سے باتصویر ہوگا اور فی الحال اسکی قیمت چھ روپیہ سالانہ ہوگی ۔

خریداری کی درخواستیں خاکسار کے نام پر روانہ فرمائیں۔

منیجر پیشگی ارسال فرمائیں تاکہ اسکے اجراء میں ہر طرح سہولت ہو انگریزی نوٹ رجسٹری کے لفافہ میں روانہ کر سکتے ہیں۔

اخبارات سے التماس سلسلہ کے اخبارات الفضل البشریٰ ۔ ریویو ۔ نور فاروق سے التماس ہے کہ اس رسالہ کی خریداری کے لیئے پُرزور سفارش فرمائیں ۔ مہ

پتہ اعوان یہ ہے (جو انگریزی میں ہونا چاہیئے)
شیخ محمود احمد احدی شارع خلیج المصری نمبرہ ۵۰ قاہرہ (مصر)

نامۂ مصر

احمدی بزرگوں سے خطاب

اے بزرگان جماعت احمدیہ اللہ تعالےٰ کے آپ پر بڑے بڑے فضل اور کرم اور رحم ہوں۔ آپ نے اپنے عملوں سے پھر ہمکو صحابہؓ کا زمانہ دکھا دیا۔ اپنی جانوں اپنے مالوں اپنے وقتوں کی قربانیوں سے آپ لوگوں نے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ حقیقی اسلام کیا ہے اور کہاں ہے ۔

یہ جوش ۔ یہ قربانیاں ۔ آج اسلام میں کسی جگہ نظر نہیں آتیں جیسے اندلس کی زمین مسلمانوں پر نوحہ خوانی کر رہی ہے آج اسی طرح سارا عالم اسلامی آج ماتمی لباس میں ہے ۔ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے ۔ مگر جسکی آنکھیں ہیں وہ دیکھتا ہے کہ مسلمانان عالم آج زندہ درگور ہیں وہ ملکوں کے استقلال کے لیئے رو رہے ہیں ۔ وہ حکومت کے مناصب کے لیئے چلا رہے ہیں اور اسی چلاہٹ میں وہ اپنے وجود کو بھی بھول گئے جو کسی کے لیے محبوب ہوتا ہے اسکی جدائی اُسکے لیئے تلخی کے سامان پیدا کر دیتی ہے ۔ اور یہ تو مسلم امر ہے کہ حب الشئی یعمی ویصم ۔

عبد المطلب نے اصحاب الفیل سے اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا اور کہا کہ گھر والے کے لیے لڑنا یہ آج سے تیرہ سو سال قبل کی ایک منتحی دلیل ہے کہ انسان اُس چیز کو طلب کرتا ہے جو اسکی ہوتی ہے ۔ پس اے مقدس جماعت ! اے راستبازوں کے گروہ تجکو مبارک ہو کہ آج دنیا تو عز و جاہ ۔ حشمت و جلال و مال و دولت و ناز و نعم کے پیچھے پڑی ہوئی ہے مگر تو ہی ایک وحید جماعت اسلام ۔ اسلام کے نعرے لگاتی اور میدان میں اُترتی ہے ۔ کیوں نہ ہو ۔ تو ایک خدا کی پیاری جماعت ہے ۔ لوگ اسکو طلب کرتے ہیں جو اُن کے لیئے ہے اور تو اسکو طلب کرتی ہے جو تیرے لیئے اصل تو اُسکے لیئے ہے ۔

لوگ اپنے گھروں میں دنیا کی دولت لائیں یا نہ لائیں مگر تو یقیناً اسلام کے فیوض اپنے گھر میں بھر لائے گی ۔ پس تجھ پر سلامتی اور رحمت ہے ۔ ایک بیقرار دل ۔ ایک مہجور ۔ انسان کی دعائیں سمندروں پر سے عبور کرتی ہوئی تمھاری طرف دوڑ رہی ہیں ۔ اور اسکی روح سمندروں اور پہاڑوں کے پار سے تمکو خدا کی سلامتی بھیج رہی ہیں ۔

دنیا اسوقت خواب غفلت میں ہے اور مسلمان تو باوجود زندہ ہونیکے مر چکے ہیں ۔ وہ قومیں جو ہمیشہ اسلام سے خوف زدہ رہتی تھیں وہ آج اسلام کے نگل جانے کے لئے اُٹھ کھڑی ہوئی ہیں مسلمانوں کی بداعمالیاں یہانتک رنگ لائیں کہ بکریاں شیروں پر حملہ آور ہوگئیں ۔ اذانیں بند ہوئیں ۔ ناقوس بجنے لگے ۔ نمازوں کیلئے دھوجاتے رہے ۔ اوم کی پرستش کے لیئے ہون ہونے لگے ۔ راستبازوں کی اولاد نے نیوگ کی گندی تعلیم کے سامنے سر جھکانے کی تیاریاں کر لیں ۔ یہ سب کچھ مسلمانوں کی بداعمالی سے ہوا ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ۔

ہندوستان کے مسلمانو! اے ہندوستان کے مسلمانو! خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ استقلال وطن سے پہلے روح کا استقلال حاصل کرو ۔ تم مت سمجھو کہ صرف ہندوستان کے چند لاکھ مسلمان تمھارے ہاتھ سے نکل رہے ہیں ۔

وہ ممالک جہاں پر عربی بولی جاتی ہے وہاں آکر دیکھو کہ تمھاری قوم آج کسطرح سے زندگی بسر کر رہی ہے ۔ وہ اسلام کے نام سے بھی واقف نہیں ۔ میں نے چلتے چلتے اچٹتی نظریں عدن اور سوداکے مسلمانوں پر ڈالیں ۔

میں مصر کی زندگی کو غور سے دیکھ رہا ہوں میں تم کو آنیوالے خطرہ سے بیانگ دہل ڈراتا ہوں کہ تمھارے سامنے خطرہ کا ایک مہیب منظر آنے والا ہے اور بالکل اُسکی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے کوئی گاؤں کسی دریا کے کنارے آباد ہو اور دفعتاً دریا میں طغیانی آجائے اور اُس بدنصیب گاؤں کی آنکھ اُسوقت کھلے جبکہ وہ دریا کی لہروں کا نشانہ بن چکا ہو یا وہ کسی ایسی پہاڑی پر آباد ہو جو آتش افشاں ہو ۔ اور جبکہ وہ سخت گہری اور میٹھی نیند کے متوالے ہو رہے ہوں اُسوقت دفعتاً پہاڑ پھٹ جائے اور اس قوم کو ہلاک کر دے ۔ پس میں اپنی ضعیف آواز کے ساتھ سمندروں کے پار سے پکارتا ہوں کہ اے ہندوستان کے مسلمانو! خطرہ ہے خطرہ ہے ۔ یہ خطرہ نہ صرف تم میں سے بعض کو بلکہ سب کو دنیا سے نابود کر دیگا پس ہوشیار ہو جاؤ ۔ کہ مصیبت قریب بلکہ دروازہ پر ہے ۔ شیطان تم کو ہندو نہیں بنا رہا بلکہ وہ تمھارے گوشت کو کاٹ کاٹ کر چبا رہا ہے مگر تم خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے ۔

اسلام عرب سے نکل گیا ۔ اسلام مصر سے نکل گیا ۔ اسلام شام سے نکل گیا ۔ اسلام عراق سے نکل گیا ۔ کیونکر اُڑ گئے کھولنے خالی پڑے ہیں ۔

اِک آگ ہے جو جسم کر رہی ہے ۔ پس اے احمدی جماعت تو ہی بیدار ہے اور تو ہی اس غرض کے لئے کھڑی ہوئی ہے ۔ سُن لے تمھارے سامنے صرف اتنا ہی کام نہیں کہ تو ہندوستان کے چند لاکھ مردوں کو سنبھال لے بلکہ ساری دنیا کی آگ کو بجھا تیرا کام ہے تو نے بھی اگر سُستی کی تو تیرے سانس کے چند لمحے ہزاروں لاکھوں ہستیوں کا خون کر دیں گے ۔

پس ان زندگی کی چند گھڑیوں کو اس مقدس عہد کے پورا کرنے میں لگا ۔ میں نے کسی گزشتہ پرچہ میں یہاں کی حالت زار کا ذکر کیا تھا آج ہندوستان کی توجہ کو میں چند بھیانک مناظر کی طرف پھیرتا ہوں تا معلوم ہو کہ اسلام اور اسکے فرزندوں کی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے ۔

(۱)

بزم عشرت و غمکدہ

میرے ایک دوست میرے پاس آئے اُنھوں نے مجروح قلب کے ساتھ پرنم آنکھوں سے بیان کیا کہ ایک غنی خاندان کے یہاں پرسوں شادی تھی ۔ غریب و امیر کی زبان زد تھا کہ فلاں جگہ ایک نہایت عالیشان جلسہ ہے ۔

میرا دوست اس منظر کے دیکھنے کے لیئے گھر سے نکلا ۔ اُسنے دیکھا نہایت شاندار قصر کے سامنے ہزاروں فانوس جل رہے تھے موٹی اور کافوری شمعوں کا کوئی شمار نہ تھا ۔ سینکڑوں موٹر اور گاڑیاں قصر کے سامنے تھیں ۔ مہمانوں کے لباسوں کو دیکھ کر غریب انسان کا دل دہل جاتا تھا ۔ شاہی باجا اس دروازہ کے سامنے بج رہا تھا ۔ ڈیڑھ سو نوکر کرانیاں مہمانوں کی خدمت کے لیئے نہایت عمدہ لباسوں میں مہیا کی گئی تھیں صرف شراب ایکہزار پونڈ کی طلب کی گئی تھی اور باقی اخراجات کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے ۔ الغرض کھانا ہوا ۔ گانا ہوا ۔ ناچا بجا ۔ دل بہلاؤ کے سب سامان تھے ۔ ہمارے دوست جو اسمیں شریک تو نہ تھے مگر اس نظارہ کے دیکھنے کے لیئے خاص طور پر وہاں گئے تھے ۔ جب وہاں سے باہر نکلے اس قصر بریں کے دس گز کے فاصلہ پر انہوں نے مٹی میں لیٹے ہوئے چند بچوں کو دیکھا جنکے جسم پر کپڑا نہ تھا ۔ مٹی انکا لحاف ۔ مٹی انکا بستر تھا ۔ کبھی کسی دست شفقت کو انہوں نے کبھی کسی محبت آمیز نگاہ کو ان بچوں نے نہ دیکھا تھا ۔ وہ مٹی میں اسطرح لیٹے ہوئے تھے کہ کسی کا سر ایک کی گود میں کسی کی ٹانگ دوسرے کے پیٹ میں ۔ ان کے پاس بستر تو کجا بیتی نہ تھی ۔ کپڑا نہ تھا ۔ اوہ آہ ! پیٹ میں ڈالنے کے لیئے

ٹکڑا ابھی نہ تھا۔

ان محلوں میں عیش و عشرت کے خواب دیکھنے والے کروں لوگ تھے امراء۔ اغنیاء۔ اور آہ محتاج بیکس اس روٹی کے ٹکڑہ سے محروم تھے جوان دسترخوانوں پر بچ چکے تھے۔

جس قوم کے امراء اسطرح عیش میں روپیہ صرف کریں۔ اور اس قوم کے یتیم بچے اسطرح سے پیٹ پر پتھر باندھ کر مٹی میں ملے ہوئے ہوں وہ قوم کب تک بام عروج پر کھڑی رہے گی۔

(۲)
مجالس خیریہ کے جلسے

چند دن ہوئے یہاں پر جمعیۃ الخیر اسلامیہ کا جلسہ ہوا جلسہ میں شریک ہونے والے لوگ اندازاً بارہ چودہ ہزار ہونگے جلسہ اس غرض سے تھا کہ یتیم اور مسکین بچوں کے لئے چندہ جمع کیا جائے۔

مصر کا مشہور باغ ازبکیہ کرایہ پر لیا گیا اسکے اردگرد کئی ہزار موٹی شمعیں جلائی گئیں اور اندر بھی بجلی کی روشنی کا اہتمام کیا گیا۔ باغ کے اندر کسی جگہ بابے بیچ رہے تھے کسی جگہ لڑکے مدرسہ کی کتب دکھا رہے تھے۔ کسی جگہ مختلف قسم کے تماشے ہو رہے تھے۔ یہ اس خیراتی جلسہ کے لئے چندہ کے جمع کرنے کا طریق تھا۔

یاد رکھو۔ زندہ قومیں اسطرح سے اپنے یتامیٰ کی پرورش نہیں کرتی ہیں بلکہ وہ ایک انتظام کے ماتحت ہوتی ہیں انکا سر ایک شخص کے سامنے جو ان میں تقویٰ و طہارت میں افضل ہو اُس کے سامنے جھکا رہتا ہے اور انکی ایک آواز پر وہ اپنا سب کچھ نثار کر دینے کے لئے تیار رہتی ہے۔

صحابہ کی زندگی کے ورقوں کو پڑھو۔ کھیلوں اور تماشوں پر ٹکٹ لگا کر پیسہ جمع کرنا اُس قوم کا شعار ہوتا ہے جسکی حسیات مر چکی ہوں اور وہ اپنی ضرورتوں کا احساس نہ کرے جیسے بچہ کے ہاتھ میں اگر پیسہ یا روپیہ آجائے تو وہ کبھی ماں کو نہیں دیتا جب تک مصری کی ڈلی اُسکے سامنے نہ رکھی جائے۔ وہ اس مٹھائی کی ڈلی کے ساتھ فوراً ہی پیسہ ماں کو دیدیتا ہے۔ پس بالکل اسی طرح سے آج ہماری حالت ہے کہ پیسہ جمع کرنے کے لئے ہمکو ان عظیمہ اور مدبر بچوں کے سامنے کھیل اور تماشے کرنے پڑے ہیں۔ آہ! افسوس۔ کوئی ہے جو آنکھ کھولے۔

دوسرا جلسہ

یہاں ایک شبرا ہے وہاں کے ایک مدرسہ نے یہاں کا ایک تھیٹر دو رات کے کرایہ پر لیا ہوا ہے۔ اگرچہ تھیٹر مصر میں اپنی تہذیب اور اپنی نوع کا ایک ہی تھیٹر ہے جسکی دیواروں پر "مدرسۃ الاخلاق" لکھا ہے مگر چونکہ مہذب کھیل دیکھنے یہاں کے لوگوں کو پسند نہیں اسلئے اس تھیٹر کے دروازہ پر کبھی بھیڑ نہیں دیکھی گئی الغرض وہ مدرسۃ الاخلاق ہے یا کچھ ہے وہ ایک تھیٹر ہے اسکو مدرسہ والوں نے دو دن کے لئے کرایہ پر لیا ہے تاکہ اسکی آمدنی سے مدرسہ کی اعانت کریں۔ افسوس۔ صد افسوس = ہم اپنے مدرسوں کو چلانے کے لئے اب تھیٹروں کے محتاج ہیں۔

(۳)
شم النسیم کا جلسہ

یہاں پر ایک عید موسم بدلنے پر ہوتی ہے جو شم النسیم کہلاتی ہے اس عید میں مصر کی سب اقوام شریک ہوتی ہیں اور باغوں وغیرہ میں لوگ جاکر سیر کرکے اپنا دل بہلاتے ہیں۔ ایک مقام دریائے نیل کے کنارہ پر روض الفرج ہے یہ مقام طبعی مناظر کے لئے خاص مقام ہے۔ ہم بھی چند دوست اس مقام پر مصریوں کی عید دیکھنے کے لئے گئے۔ مقام کی تعریف اسوقت مقصود نہیں۔ ہزاروں آدمی وہاں جمع تھے لیکن ہماری بدقسمتی نے ہم کو یہ بھی دکھایا کہ دو نقاب والی عورتیں جو اپنے مردوں کے ساتھ وہاں موجود تھیں ہزاروں آدمیوں کی دھجیاں شراب کے گلاس پی رہی تھیں۔ افسوس مسلمان عورتوں کی حالت پر کسی نے دو چار آنسو نہ گرائے کوئی کہہ سکتا ہے کہ دو عورتوں کا کیا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ کسی شخص کے سو بچے ہوں کیا وہ پسند کرتا ہے کہ ان میں سے ایک آگ میں ڈالدیا جائے یا اُسکو پھانسی دیدی جائے پس زندہ قوم کا ایک فرد بھی ایسی دلیری نہیں کر سکتا۔

(۴)
لطیفہ

یہاں ہمارے ایک دوست مسٹر مبارک علی ہیں وہ بعض اوقات بہت لطیف بات سنایا کرتے ہیں یہ بات اگرچہ لطیفہ ہے مگر اگر کوئی اہل دل ہو تو وہ معلوم کرلے گا کہ یہ مسلمانوں کی حالت پر ایک میٹھا نوحہ ہے۔

انھوں نے معارف میں ایک مضمون دیکھا ہے جس سے انکو معلوم ہوا کہ شیخ رشید رضا ایڈیٹر المنار ہندوستان کے علماء پر ہنستا ہے کہ یہ بڑے جاہل ہوتے ہیں اسکی دلیل کو کسی نے ان سے دریافت کیا کہ یہ تم مسجدیں جلانی جائز ہے یا نہیں۔ مبارک علی صاحب نے یہ پڑھکر رشید رضا کو ایک چٹھی لکھی کہ جس نے تم سے یہ دریافت کیا ہے اُس نے بڑی غلطی کی۔ اُسکو یہ نہیں دریافت کرنا چاہیئے تھا بلکہ یہ دریافت کرنا چاہیئے تھا کہ عورتوں کے منہ پر نقاب کس قدر باریک ہونا چاہیئے۔ اور ازہر کے علماء کو داڑھی رمضان سونڈلی چاہیئے یا دوسرے دن۔

جہاں یہ بات ایک لطیفہ کے رنگ میں پیش ہو سکتی ہے وہاں سخت دکھ تو یہ ہے کہ یہ بات ان دو امور کے چہرے نقاب اُٹھاتی ہے کہ عورتوں کا پردہ یہاں کیسا ہے اور علماء کی داڑھیاں کتنی طویل۔ افسوس۔ ؎

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اس قسم کے پُرسوز واقعات کو قلم بند کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ امور بتلاتے ہیں کہ ہماری اخلاقی حالتیں کسقدر مزور ہو چکی ہیں۔ نقطی اسلام تو ہم میں ہے مگر فیشن نے گراسہ کے منہ کی جگہ گھر کر لیا ہے۔

فیشن کے رنگ میں یہاں دنیا کی بدکاریاں ہوتی ہیں مسلمانوں کی میزوں پر ادرزادنگی عورتوں کے تانبے پیتل کے بت پاؤگے۔ افسوس تو یہ ہے کہ علماء کو بھی اس طرف توجہ نہیں جو قوم مرتی ہے پہلے اُسکا ضمیر مرتا ہے۔ چند آنکھوں پر کیوں قبضہ کر رہے ہیں اسلئے کہ ان کا ضمیر مر چکا تھا۔ اور کسی نے اسوقت توجہ نہ کی۔ جبکہ مرض کا آغاز تھا۔ پس جاؤ عقلت کو جھوڑ کر کھڑے ہو جاؤ اور اسلام کے محل کو از سر نو تعمیر کرنے کی فکر کرو۔

اپنے اخلاقی عمارتوں کو درست کرو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ تا ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس عمارت کے گرانے والوں میں خدانخواستہ شمار ہو۔

دنیا کی قومیں تمہارے ارد گرد ہیں اور وہ تمہاری موت کے خواب دیکھ رہی ہیں وہ تم کو نگل جانا چاہتی ہیں۔ پس اگر تم زندہ ہو۔ تم کو اگر زندگی سے محبت ہے اٹھو اور ہر ایک جگہ اپنے اندر بیداری پیدا کرو۔ ورنہ یاد رکھو جو غرضیں تم لیکر کھڑے ہوئے ہو وہ غرضیں تمکو ہلاکت کے گڑھے تک لے جائیں گی اگر تم خود ایسا نہیں کر سکتے ہو تو کم از کم اس قوم کے راستہ میں کوئی روک پیدا نہ کرو جو کہ اسوقت خدا کے مامور و مرسل کے ہاتھ سے زندہ ہوئی جسنے اپنا تن من دھن۔ خدا کے راستہ میں بیچ دیا اور اسکی زندگی کی غرض تمہاری حقیقی استقلال کو حاصل کرنا ہے۔ تم کو موت کے گڑھے سے نکال کر تم کو اوج فلک پر لے جانا ہے۔ انکی زندگی کی غرض اسلام کی زندگی ہے اور بس۔

احمدی زندہ ہیں اور وہ زندگی کا پانی ہے۔ مجھکو ایک دوست نے مصر میں کہا کہ تم بھی یہاں ازبکیہ تھیٹر لیکر برلن کی مسجد کے لئے چندہ کرو۔ میں نے اسکو کہا کہ تم نے ہمارے جذبات کی توہین کی ہے۔ ہم ایک زندہ قوم ایک زندہ امام کے ماتحت ہیں۔ ہمارے مال ہماری جانیں۔ ہمارے گوشت پوست اسلام کے لئے بنائے گئے ہیں اور ہماری زندگی کا مقصد اسلام ہی اسلام ہے زندہ قومیں اسطرح نہیں کیا کرتیں پس احمدیہ جماعت زندہ جماعت ہے وہ گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتی مگر تم بھی اسکے راستہ میں روک نہ ہو تاکہ اسکے کام میں آسانی ہو سکے۔

آخر میں میں پھر ایک دفعہ کہتا ہوں کہ خدا کی پیاری جماعت تم پر آسمان سے سلامتی کے فرشتے نازل ہوں اور سب روئے زمین تیرے سامنے ہو۔ آمین۔ خاکسار مجاہد مصر قادیانی

مصر کی مسرت انگیز خبریں

(۱) خدا تعالیٰ کے فضل سے دو ایسے آدمیوں کا جماعت میں اضافہ ہوا ہے جو کہ ایک تو مال کے لحاظ سے بڑا آدمی ہے اور دوسرا علم کے لحاظ سے +

پہلے صاحب۔ صاحب العزۃ وسیم شکری بے ہیں جو کہ بے ہیں اور یہاں کے اُمراء سے ہیں۔ دوسرے صاحب عبد المجید آفندی کامل ہیں۔ جنھوں نے سیاحت عالم کی ہے اور اسکے علاوہ کہنہ مشق اخبار نویس ہیں اور زبردست مؤرخ ہیں عمدہ لیکچرار اور مصنف بھی ہیں۔ عربی کے سوا پانچ زبانوں کو عمدگی سے جانتے ہیں۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ وہ ایسے لوگ ہم میں پیدا کر رہا ہے +

(۲) بعض لوگ سلسلہ کے بہت قریب ہیں وہ دن دور نہیں جبکہ جماعت ایک بڑی جماعت ہو جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۳) میری اور اخویم شیخ محمد سعید صاحب کی صحت اچھی ہے اخی مذکور آجکل لغرض تبدیل آب و ہوا مصر جدید میں مقیم ہیں تاہم تقریباً روزانہ یہاں تشریف لے آتے ہیں۔ مصر جدید یہاں سے ۴ میل میں ایک گھنٹہ کا راستہ ہے +

(۴) ایک عربی رسالہ **البشریٰ** کے اجراء کے لیئے ڈیکلریشن لیا گیا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہ رسالہ تمام بلاد عربیہ میں تبلیغ کا واحد ذریعہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۵) مصری مطلع سیاست آجکل قریباً صاف ہو گیا ہے۔ بادشاہ کی طرف سے ایک دستور یا آئین شائع کیا گیا ہے جس سے مصری لوگ خوش ہیں + جدید وزارت سے ملک کے لوگ خوش ہیں کہ اسی کے زمانہ میں سعد پاشا رہا ہوا ہے اور اس کے زمانہ میں دستور نکلا + ابھی اور بھی اُمیدیں وزارت سے بندھی ہوئی ہیں +

(۶) لارڈ کارناوون جنہوں نے مصر کے پرانے بادشاہوں کے مقبرے کا انکشاف کیا۔ مر گیا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اسکے ساتھ ہی بہت سی تاریخی باتیں مر گئیں۔ اسکی لاش کو انگلستان لے گئے +

(۷) ملا صفات آگیا ہے ابھی تک گرمی کوئی زیادہ نہیں بلکہ موسم ٹھنڈا ہی ہے + والسلام (مجاہد مصری)

اسلامی ہند کیلئے ایک غور طلب سوال

ہندو مسلم اتحاد کے خواب کی عملی تعبیر جیسی ناگوار اور دل خراش ثابت ہوئی ہے اسکے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں اگرچہ سیاسی مسلم لیڈر برابر یہ آواز اُٹھا رہے ہیں کہ آبگینہ اتحاد کو ٹھیس نہ لگے لیکن واقعات اور حالات بتا رہے ہیں کہ ان شکستہ دلوں کا ایک ہونا آسان نہیں۔ اتحاد بہترین چیز ہے اسکے لیئے ہر ممکن کوشش قابل قدر اور موجب امتنان ہے مگر اتحاد کے لیئے مذہبی غیرت و حمیت کی قربانی کسی صورت میں جائز نہیں قرار دی جا سکتی۔ حالات جو اب رونما ہو رہے ہیں انھوں نے اسلامی ہند کو اپنے مستقبل پر غور و فکر کی انتہائی ضرورت پیدا کر دی ہے۔ مسلمانوں کو ہندوستان میں اگر عزت و آبرو کے ساتھ رہنا ہے اور رہنا ہے تو انہیں اپنے نظام عمل پر نظر ثانی کرنی لازمی ہے۔

ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ آجتک جو سوشل برتاؤ کیا ہے وہ محض ذلت آفریں اور حقارت آمیز ہی نہیں بلکہ اقتصادی پہلو سے اگر دیکھا جاوے تو اس نے مسلمانوں کی اخلاقی اور مادی ترقی کی تمام حسوں کو معطل و بیکار کر دیا ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ آج وہ اپنی ادنیٰ اور معمولی ضروریات میں برادران وطن کے محتاج ہو کر ہتک آمیز سلوک پر بھی بول نہیں سکتے یہ سلوک چھوت کے رنگ میں کیا جاتا ہے۔ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ ہندو ایک شریف اور معزز مسلمان سے اسطرح چھوت کرتا ہے جسطرح چیروہ ایک چمار اور بھنگی گویا مسلمانوں کی پوزیشن اس مسئلہ میں ایک چمار سے بڑھکر نہیں ہے۔ مسلمانوں نے باوجود اس سلوک کے آجتک اپنے برادران وطن کو ہمیشہ معزز دوست کی شکل میں دیکھا اور کسی طرح پر ان سے وہ سلوک نہیں کیا جسکے کہ وہ مستحق ہیں۔ حالانکہ طبعی تقاضائے غیرت یہ تھا کہ مسلمان بھی ہندوؤں سے اسی طرح چھوت کرتے تا انکو اپنی پوزیشن کا علم ہو جاتا۔ اور ایسا کرنے میں وہ کسی بھی الزام کے نیچے نہیں آ سکتے تھے لیکن مسلمانوں نے وسعت حوصلہ کے خیال سے اس سے محض اسلیئے چشم پوشی کی کہ برادران وطن شاید مذہبی اصولوں کی بنا پر ایسا کر رہے ہیں اور ان کے اپنے مذہبی حقوق میں دست اندازی غیر مناسب ہوگی مگر اب حالات نے بتا دیا ہے کہ یہ چھوت صرف ہندوؤں میں مسلمانوں سے نفرت پیدا کرنے کے لیئے تھی اور انکی جائز عزت و احترام کو کم کر کے ان کی مالی اور اخلاقی حالت کو پست کرنا زیر نظر تھا +

اس چھوت کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو خود دلی اشیاء کی تجارتی منڈی سے نکال دیا گیا۔ اور مسلمانوں کی خوش خوری سے فائدہ اُٹھا کر ان کے مکانوں پر قبضہ کر لیا گیا اور اس طرح پر انکی معاشی حالات کو افلاس سے بدل کر اور قرضوں کے بار گراں سے سراسیمہ کر کے اس ذلت کے گڑھے میں دھکیل دیا جس سے نکلنے کے لیئے بہت بڑی جد و جہد کی ضرورت ہے۔ اور اگر اب بھی اسکی طرف توجہ نہ کی گئی تو نتیجہ نہایت خطرناک ہوگا +

مجکو تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو حالات اسوقت ملک میں رونما ہو چکے ہیں وہ مسلمانوں کو آنکھ بند کر کے گزارہ کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ بلکہ انکو آنکھیں کھول کر چلنا پڑے گا۔ ان کو جلد سے جلد اس ذلت آفریں سلوک سے نجات پانی چاہیئے۔ مومن کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ جائز اور صحیح عزت کا حقیقی مستحق مومن ہی ہے۔ اسلیئے ایک سنٹ کیلئے بھی ہندوؤں کو چھوت کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ اور اسکو گوارا کرنا اخلاقی خودکشی اور بے غیرتی کی موت کا مترادف ہے +

اگر ہمارا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ ایسا ہی ناپاک اور زہریلا ہے کہ کسی کھانے کی چیز کو لگ جانے سے وہ چیز کھانیکے قابل نہیں رہتی۔ تو کیوں ایک مشرک کے ہاتھ کی چیز ناپاک نہیں ہوتی جبکہ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ ہم قرآن شریف میں پڑھتے ہیں۔ چھوت سے ہمارے قومی وقار کو صدمہ نہیں پہنچا بلکہ اقتصادی طور پر مسلمانوں کو خطرناک نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ ہندوستان میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اگر بہ لحاظ اوسط دو روپیہ ماہوار ہی فی کس مسلمان ہندوؤں سے دودھ دہی اور مٹھائی وغیرہ خریدے تو سالانہ دو ارب کے قریب روپیہ ہندوؤں کی جیب میں چلا جائیگا جسکی واپسی کی کوئی اُمید نہیں اسلیئے کہ مسلمانوں سے وہ کوئی سودا اس قسم کا نہیں خریدتے۔ اور یہ چھوت انھوں نے صرف تجارتی اور اقتصادی اغراض کو مدنظر رکھ کر ہی قائم کی ہے اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری فلاکشی اور مفلسی میں اور بھی ترقی ہو (خدا نہ کرے کہ ایسا ہو) اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری قومی وقار کو بالکل تباہ کر دیا جائے اور تم دیکھتے رہو تو اس سلوک کی پروا نہ کرو اور اتحاد کے کھلونے کو لیکر غیرت اور حمیت کے پاک جذبات کی قیمت پر خرید لو۔ لیکن اگر یہ پسند نہیں اور نہیں ہونا چاہیئے اور ابھی قومی وقار اور حمیت کی حس مردہ نہیں ہو گئی تو اسکے لئے فوراً اُٹھ کھڑے ہو اور ہر جگہ ہندوؤں سے چھوت کے سوال کو اُٹھا کر مسلمانوں میں بیداری پیدا کرو۔ جبتک ہندو تم سے بالکل چھوت نہ چھوڑیں اور جو تمھاری پکائی ہوئی چیزوں کو اسطرح نہ خریدنے لگیں جیسا تم اسوقت تک اُنسے چھوت اور حقارت کی نظر سے دیکھنا اپنی اخلاقی ذلت کا اقرار ہے +

بحیثیت مجموعی طور پر مسلمانوں میں مسئلہ چھوت کے متعلق بیداری پیدا کرنیکے لئے یہ سوال اُٹھایا ہے انشاء اللہ اسپر ایک سلسلہ مضامین کا لکھونگا جس سے مسلمانوں کو معلوم ہوگا کہ وہ کسقدر کھائی میں ہیں وہ رضاکار جو آجتک دوسرے کاموں میں مصروف رہے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ وہ اس ضرورت کا احساس کریں اور تمام مسلمانوں کو بتائیں کہ انکے اخلاق اور مال پر کیسی آفت آرہی ہے۔ ہماری غرض ان اسباب کو دور کرنا ہے جو ہندو مسلم اتحاد کی جڑ پر کلہاڑے کا کام دے رہے ہیں۔

اگر ہندوؤں میں اس اتحاد کو قائم رکھنے کا شریفانہ مادہ موجود ہے تو وہ اس چھوت کے سوال کو فوراً حل کر دینگے اور اسے ترک کر دینگے لیکن اگر انھوں نے اسکی حمایت کی تو مسلمانوں پر کھل جائے گا کہ وہ مسلمانوں کو جانوروں سے بھی بدتر یقین کرتے ہیں۔ پھر اسکے بعد ان کو ان کے ساتھ چھوت کا برتاؤ کرنا لازمی ہوگا + میں مسلم اخبار نویسوں سے اور اہل الرائے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لیئے اپنے فرض کو شناخت کریں اور مسلمانوں کے قومی وقار و اخلاق اور اموال کو بچانیکے لئے ایک منٹ بھی ضائع نہ کریں +

ذاکر عبد اللہ خان عفی عنہ نائب ناظر تالیف و اشاعت صیغہ الندوۃ

(قادیان پنجاب)

۲۶ چھبیس مئی کا دن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاش مبارک پر ایک اولوالعزم کا عہد

پندرہ برس گزرتے ہیں کہ اس تاریخ کو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق وفات پائی اور آپ کے جسم مطہر کو مقبرۂ بہشتی کی خاک پاک میں سپرد کر دیا گیا۔ احمدی جماعت میں یہ دن یوم الامتحان تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو ہر قسم کے انتشار سے بچا لیا۔ اور سب کو حضرت حکیم الامۃ کے ہاتھ پر اسی طرح جمع کر دیا جس طرح قدرت ثانی کے ظہور کا وعدہ دیا تھا۔ آج پندرہ سال گزرنے کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ اگرچہ وہ ہمارا محبوب مطاع ہم میں موجود نہیں مگر اسکی وہ یادگار جو بپرسش یادگار رمی مہنم کی مصداق ہے اور جو حسن و احسان میں اسکی نظیر ہے ہم میں وہی روح اور قوت پیدا کر رہا ہے اور وہ سلسلہ جو اُسوقت بیج کی طرح تھا آج ایک سایہ دار درخت کی مثال ہے جسکی شاخیں اطراف عالم میں پھیلی ہوئی ہیں اور جنکے تازہ بتازہ شیریں پھل ہر وقت شائقین کام کرتے رہتے ہیں +

میں احمدی جماعت کے افراد کو پندرہ برس پیچھے لیجا کر وہ نظارہ دکھانا چاہتا ہوں جبکہ خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل ہم سے آناً فاناً علیحدہ ہو چکا تھا۔ اسوقت ہر قسم کے خطرات جماعت کے سامنے تھے، آپ کے جسد مبارک پر ایک نوجوان کھڑا ہے اسکو جسمانی تعلقات کی وجہ سے اس پاک وجود کا لخت جگر ہونے کی عزت حاصل ہے۔ وہ اپنے مستقبل کو اسوقت نہیں دیکھتا وہ خطرات جو ذاتی طور پر اپنے خاندان کا سب سے بڑا ممبر ہونے کی حیثیت میں اسکے گرد و پیش ہو سکتے ہیں اسے بھول جاتے ہیں۔ بجائے اضطراب اور گھبراہٹ کے اسکے قلب میں ایک سکون اور اطمینان ہے اسکے خیال پہلے سے زیادہ تیز ہیں اگرچہ قدرتی طور پر اسکی سکینت بیقراری سے اور استقلال گھبراہٹ سے بدل جانا چاہیئے مگر وہ خود اس سے ناواقف ہے کہ اسکی حالت میں یہ انقلاب کیوں ہے؟ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے بہت بڑا انقلاب ہو چکا ہے مگر اسکی نظر کسی اور چیز کو دیکھ رہی ہے۔ وہ باپ کی لاش پر آتا ہے اسکی آنکھیں پُرنم نہیں۔ اسکے ہاتھ پاؤں میں رعشہ نہیں بلکہ وہ اس وقت بالکل استقلال و پامردی کا ناقابل جنبش پیکر بنکر خدا کے حضور ایک عہد کرتا ہے جسکا خلاصہ اور مفہوم میرے اپنے الفاظ میں اسطرح ہے۔

اے خدا میں تیرے حضور اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ تو نے میرے باپ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اور مہدی کر کے بھیجا وہ تیرا نبی اور رسول تھا اور یہ عزت اور شرف اس نے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور پیروی سے پایا۔ وہ فی الحقیقت اپنے نام کی طرح غلام احمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ وہ تیرے وعدہ کے موافق آیا دنیا نے اسکو قبول نہ کیا پر تو نے اسکو قبول کیا اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی کو ظاہر کیا۔ میں آج اسکی لاش پر کھڑا ہو کر تیرے حضور صدق دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جس سلسلہ کو تو نے اسکے ذریعہ قائم کیا ہے میں اسی سلسلہ کی تبلیغ و اشاعت میں اپنی زندگی کو ختم کروں گا خواہ دنیا میں ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ تو ہی میرے لئے بس ہے اور تیری ہی تائید اور توفیق سے میں اس خدمت کو سرانجام دے سکوں گا +

یہ اس عہد کا خلاصہ ہے جو اس نوجوان نے خدا کے مامور و مرسل کے جسد مبارک پر کھڑے ہو کر اسوقت کیا جبکہ وہ دنیا میں یتیم بنایا گیا تھا۔ یہ عزم یہ حوصلہ یہ سکینت کی روح کیا محض خیالات سے پیدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ عہد اسکے دماغ کی اختراع نہ تھی اور یہ سکینت اور استقلال نمائش اور تکلف کا نتیجہ نہ تھی بلکہ روح الامین اور ذوالقوۃ المتین کے ذریعہ ایک فیضان تھا جو خدا کی طرف سے اُترا اور واقعات نے بتایا ہے کہ یہ عہد برکت اور فتوحات کا عہد تھا +

اسوقت کچھ شک نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ایک ناقابل برداشت صدمہ تھا مگر قدرت ثانی کے ظہور کے لئے اس واقعہ کا ہونا بھی لازمی تھا اور اسکے آنے کے لئے آپ کا جانا ضروری تھا۔

اب پندرہ برس کے واقعات کو آج اپنی آنکھ کے سامنے لاؤ اور دیکھو کہ اس اولوالعزم کے عہد کے آثار و ثمرات کیا ہیں؟ یہ عہد کچھ شک نہیں کہ ایک شخص کا عہد تھا مسکو اسوقت معلوم نہ تھا کہ وہ ایک جماعت کا قائم مقام ہے مگر واقعات نے بعد میں بتا دیا کہ یہ عہد ایک شخص کا عہد نہیں بلکہ

تمام احمدی جماعت کا عہد ہے

اسلئے آؤ ہم اپنے نفوس اور قلوب کا جائزہ لیں کہ کیا ہم اس عہد کے پورا کرنے کی قوت اور جوش اپنے اندر رکھتے ہیں۔ حضرت اولوالعزم کا اسوقت یہ اقرار کرنا کہ اگر ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ ہو تو میں اکیلا اس سلسلہ کو دنیا میں پھیلاؤں گا چھوٹی سی بات نہیں ہے اسکی روح میں جو امام اور خلیفہ ہونے کی قوت موجود تھی وہ قوت اس سے اقرار کرا رہی تھی ورنہ وہ یہ نہ کہتا کہ خواہ ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو۔ پس جبکہ ہم نے اسکے واسطہ سے اقرار اور عہد کیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم بغیر کسی تغیر کے اس عہد کے پورا کرنے کے لئے اپنے اوقات اپنے مال اپنے ذرائع مالی کہاں تک قربان ہوتے ہیں اگر یہ قربانی کی روح ہم میں پیدا نہیں ہوئی۔ اور ہم میں سے ہر ایک اپنا خاص یہ فرض نہیں سمجھ لیتا کہ میں ہی اس سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ کے لئے واحد ذمہ دار ہوں تو یاد رکھو کہ ہم اس عہد (خدا نہ کرے) توڑنے والے ہیں جو حضرت امام کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسم مبارک پر اسوقت کیا گیا تھا جبکہ آپ کا رفع ہو رہا تھا ذمہ واری نازک اور کام محنت طلب ہے اور ہم سے اسی فدیہ اور قربانی کو چاہتا ہے جسکا نمونہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دکھایا تھا۔

اگر اسی رنگ کی قوت اور تاثیر لے کر ہم اُٹھیں گے تو یقیناً خدا کی تائیدات اور نصرتیں ہمارے شامل حال ہوں گی اور ہم میں سے ایک ایک فرد ایک جماعت کا رنگ پیدا کرے گا لیکن اگر ہم نے سستی کی اور غفلت سے کام لیا تو خدا تعالیٰ نے جن کاموں کا ارادہ کیا ہے وہ تو ہو کر رہیں گے اسلئے کہ سالار قوم = اولوالعزم اور فتح و ظفر کی کلید کا مالک بنایا گیا ہے مگر ہم پر افسوس ہوگا کہ ہم

پہلے آ کر پیچھے ہو گئے

خدا نہ کرے کہ ہم وہ ہوں بلکہ السابقون الاولون کے ساتھ جو وعدے خدائے بزرگ و برتر نے کئے ہیں ہم ان کے وارث ہوں۔

پس میرے دوستو! ۲۶ مئی کا دن آیا اور گیا تمہارے عہد کو یاد دلا کر گزر گیا۔ کہیں کس لو منزل دور۔ اور کٹھن ہے اور دشمن خطرناک طور پر تمہارے مقابلہ کیلئے اٹھا ہے۔ منزل کے خطرات اور دشمن کے حملے تمہاری ہمت کو پست کرنے کے لئے نہیں بلکہ تمہارے حوصلے اور عزم کو بلند کرنے کے لئے ہیں۔ اسی راستہ سے تمہارے عہدوں کو پالوگے جو بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کے الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے +

قدرت ثانی کا ظہور پوری قوت اور شان سے بہت جلد کامل ہونے والا ہے ایسا نہ ہو تمہاری کمزوریاں اور سستیوں سے اس میں توقف اور تعویق ہو +

میں چاہتا تھا کہ اس سال یادگاری پرچہ خصوصیت سے شائع کروں مگر میرے سفر میدان اور تمادی اسکو پورا نہ ہونے دیا۔ اسلئے ان چند سطور کی یاددہانی کو ہی کافی سمجھ لیا ہو

اطلاع

میرے والد صاحب ایک ذاتی جائداد کے متعلق مقدمہ کے فیصلہ کے لئے بھیرہ تشریف لے گئے تھے ہمیں اکاؤنٹنٹ ہیضہ صرف ہو گیا۔ وہاں سے واپسی پر جہلم کے بعض دوستوں نے انکو لکھا کہ آپ چند روز کے لئے یہاں آویں وہاں رمضان شریف شروع ہو گیا۔ رمضان شریف کے بعد بعض دوستوں نے انکو مجبور کیا کہ آپ ایک آدھ مہینہ اور ٹھہر جاویں اسلئے وہ وہاں ٹھہر گئے۔ بعض احباب کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ کہیں بیٹھ کر میرے والد قادیان سے بیٹھ گئے ہیں لفظ وہ ابد تک قادیان سے باہر نہیں جانا چاہتے حالانکہ

+ قادیان کے بعض دوستوں نے مجھ سے ذکر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ۲۶ مئی کا دن ہمارے لئے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اسلئے اس دن کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ ایڈیٹر

آریہ دھرم کے نابود ہونیکی پیشگوئی

اگرچہ لکھانیکی شُدھی آریہ سماج کی۔ ہاں اُس آریہ سماج کی جسے پنڈت چاند صاحب نے سناتن دھرم عقائد کو مٹانے اور نابود کرنیکے لیئے بنایا۔ روحانی اور مذہبی موت ہے۔ کیونکہ ملکانوں کو آریہ عقاید نہیں بتائے جاتے بلکہ سناتنی عقاید سکھائے جاتے ہیں۔ اور شدھ کرکے آریہ نہیں کہا جاتا بلکہ سناتنی ہندو بنایا جاتا ہے۔ بُت پرستی سے منع نہیں کیا جاتا بلکہ بُت پرستی سکھائی جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی آریوں کے شور و شر کی وجہ سے، اور کثیر تعداد میں ایسے لوگوں کے جو بظاہر مسلمان کہلاتے تھے آریوں کے ذریعہ مرتد ہو جانے سے ہر ایک مسلمان کو صدمہ پہنچ رہا ہے۔ اور پہنچنا چاہیئے۔ ایسے حالات میں ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ دشمن کے مقابلہ کے لیئے اُٹھ کھڑا ہو۔ اور جو جسطرح بھی مدد دے سکتا ہے دے لیکن چونکہ کمزور طبائع لوگ مشکلات کے ہجوم اور دشمن کی ظاہری اور ظاہری کامیابی کو مایوسی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ سخت خطرناک نکلتا ہے۔ اسلیئے ذیل میں حضرت **میرزا غلام احمد صاحب قادیانی** کی آریہ سماج کے متعلق ایک **پیشگوئی** درج کی جاتی ہے جو مسلمانوں کے لیئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ آپ فرماتے ہیں

یہ خیال مت کرو کہ آریہ بھی ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔ وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جس میں بجز پیں پیں کے اور کچھ نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا چیز ہے۔ اور روحانیت سے سرا سر بے نصیب ہیں۔ جھوٹ، چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا ان کا کام ہے۔ اور بڑا کمال ان کا یہی ہے کہ شوخچانی وساوس سے اعتراض کی ذخیرے جمع کر رہے ہیں۔ اور تقوے اور طہارت کی روح ان میں نہیں۔ یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کوئی مذہب نہیں چل سکتا اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں جس مذہب میں روحانیت نہیں۔ اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں اور صدق و صفا کی روح نہیں۔ اور آسمانی کشش اُسکے ساتھ نہیں۔ اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اُس کے پاس نہیں۔ وہ مذہب مُردہ ہے۔ اُس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے۔ کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی۔ پس تم خوش ہو۔ اور خوشی سے اُچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیمیں دینگے۔ اور آسمانی سکینت تمپر اُترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تمپر غالب نہیں ہو سکے گا۔ مذکے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو ساور حتی المقدور بدی کے مقابلے سے پرہیز کرو۔ تاکہ آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵ و ۶۶)

اسوقت جبکہ آریوں نے دروغ بیانیوں اور مبالغہ آمیزیوں سے زمین و آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے۔ اسوقت جبکہ وہ اپنے آپ کو فتحیاب خیال کر رہے ہیں۔ اسوقت جبکہ انکے پھندہ میں پھنسکر ہزاروں نام کے مسلمان مرتد ہو رہے ہیں۔ ہاں وقت جبکہ بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ آریہ نابود ہو جائیں گے۔ اسوقت جبکہ آریہ مال اور جتھے کے لحاظ سے بہت مضبوط نظر آ رہے ہیں۔ غرض اسوقت جبکہ تمام کے تمام ظاہری حالات آریہ دھرم کے نابود ہونیکے خلاف ہیں۔ ہم علی الاعلان اس پیشگوئی کو شائع کرتے ہیں اور کامل امید اور پورا یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دن آنے کا اور ضرور آنے کا جبکہ یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ اور ایسی صفائی کے ساتھ پوری ہوگی کہ دوست اور دشمن اُس کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ اُس خدا کی طرف سے ہے جسکے قبضۂ قدرت میں ہر ایک چیز ہے۔ جو اپنے کمزور مگر حق پرست بندوں کی ہمیشہ مدد فرماتا اور ان کے مخالفوں کو تباہ کرتا رہا ہے۔ وہ اب بھی ایسا ہی کرے گا۔ اور اسلام کو اسی طرح غالب کرے گا جس طرح اُسنے پہلے کیا۔

پس آریوں کے شور و شر اور فتنہ سے کبھی خوفزدہ نہیں ہونا چاہیئے اور نہ ناامیدی کو اپنے پاس آنے دینا چاہیئے۔ کامیابی اسلام ہی کے لیئے ہے اور اسلام ہی غالب ہوگا۔ ولو کرہ المشرکون۔

خاکسار فتح محمد خان۔ ایم۔ اے۔ امیر۔ احمدی وفد الجماعۃ قادیان ہینگ کی منڈی آگرہ۔ ۱۶ مئی ۲۳ء

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۲۵۔ اور ۲۶۔ مئی ۱۹۲۳ء دردسر کا شدید دورہ ہو گیا۔ ۲۶ کو عصر کی نماز میں آپ تشریف لے آئے اور بعد عصر کچھ دیر حسب معمول قیام فرمایا احباب حضور کی صحت کے لیئے التزاماً دعاؤں میں زور دیں۔ پچھلا ہفتہ خصوصیت سے فتنہ ارتداد کے متعلق مشورہ پر صرف ہو کر نہایت اہم اور ضروری امور تصفیہ پائے +

چودھری فتح محمد صاحب امیر الوفد بھی آگرہ سے تشریف لائے تھے جو ۲۶ مئی ۱۹۲۳ء کی صبح کو واپس آگرہ تشریف لے گئے +

مولوی عبد المغنی صاحب نائب بیت المال کی خدمات سردست مرکزی دفتر آگرہ کو عارضی طور پر دی گئی ہیں۔ مولوی فضل الدین صاحب وکیل واپس قادیان آ رہے ہیں +

(۲) ۲۶ مئی ۱۹۲۳ء کی صبح کو حافظ روشن علی صاحب اور میر قاسم علی صاحب ایک تبلیغی دورہ پر روانہ ہوئے اور شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور بھی جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالے اور سفر کو کامیاب فرمائے۔

(۳) حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا مزاج دو ہفتہ سے ناساز ہے احباب اپنے محسن و محبوب آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس صاحبزادی کی کامل صحت کے لیئے بھی دعا کریں +

(۴) تالیف و اشاعت اور تعلیم و تربیت کے صیغوں کے انچارج آجکل میرے مکرم بھائی سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ہیں جنکی تمام تر توجہ دفتر کے نظام عمل کی باقاعدگی اور اصلاح کی طرف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جو بنیادی طور پر کسی کام کی عمدگی اور کامیابی کے لئے لازمی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس نیک مقصد میں کامیاب کرے۔ آمین +

(۵) صیغہ اشاعت و ارتداد کا مرکزی کام حضرت صاحبزادہ مرزا **شریف احمد** صاحب اور خان صاحب میاں عبد اللہ خان صاحب کمال محنت اور دلسوزی سے کر رہے ہیں + خدا تعالیٰ انکی ہمتوں اور مساعی میں برکت فرمائے آمین

(۶) ۱۸ مئی ۱۹۲۳ء بروز جمعہ عید ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باغ میں نماز عید ادا کی گئی۔

عید کی نماز اس مقام پر پڑھی گئی جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قیام باغ کے زمانہ میں ۱۹۰۵ء میں نمازیں اور جمعہ پڑھا جاتا تھا نماز عید میں وہی نظارہ میری آنکھوں کے سامنے تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے **حقیقت عید** پر خطبہ پڑھا۔ اور دعا فرمائی۔

۲۰ مئی ۱۹۲۳ء کی شام بھی ایک **یادگاری** شام تھی جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے حافظ روشن علی صاحب کے درس قرآن کے سلسلہ میں آخری تین سورتوں کا درس دیا اور قریباً پون گھنٹہ تک ایک لمبی دعا کی جس نے مومنین کے ایمان میں بہت قوت اور ترقی بخشی خدا تعالیٰ ہمارے حق میں اس دعا کو قبول فرمائے۔ آمین +

حلفیہ شہادۃ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے ایک موقعہ خاص پر فرمایا کہ پسر موعود اور مصلح موعود جو ۹۰ سال کے اندر ہونا تھا وہ میرا بیٹا محمود ہے اور اسکا نام بشیر الدین محمود نام ہے اور مجھپر اسکی نسبت وحی کی طرح الہام ہوئے۔ چونکہ اُسوقت سوائے میرے اور حضرت اقدس کے کوئی اور نہ تھا اور یہ بیان کرنے میں آپ میں ایک جوش تھا + محمد سراج الحق نعمانی دجمالی۔ قادیان